روزنامہ

(ٹیلی فون نمبر 047-6213029) FD-10

الفضل

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

جمعرات 24 دسمبر 2009ء 6 محرم 1431 ہجری 24 فتح 1388 ہش جلد 59-94 نمبر 289

برکت مٹ جاتی ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپؐ فرماتے تھے کہ جھوٹی قسم مال کا نکاس تو بڑھا دیتی ہے مگر برکت مٹا دیتی ہے۔

﴿صحیح بخاری کتاب البیوع باب یمحق اللّٰہ الرباء حدیث:1945﴾

تبدیلی عقیدہ پر تشدد کرنے کا الزام بے بنیاد اور جماعت احمدیہ کے خلاف ملک میں فتنہ پھیلانے کی سازش ہے۔

ایک ٹی وی چینل کے پروگرام میں عبدالرحمٰن نامی شخص کا نشر ہونے والا بیان انتہائی مضحکہ خیز ہے۔ جماعت کے تیسرے خلیفہ کا اس نام کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔

ترجمان جماعت احمدیہ مکرم سلیم الدین صاحب ناظر امور عامہ کی پریس ریلیز

ربوہ (پ ر) پاکستان کے ایک ٹی وی چینل ایکسپریس نیوز کے پروگرام پوائنٹ بلینک میں نشر ہونے والا عبدالرحمٰن نامی شخص کا انٹرویو انتہائی مضحکہ خیز اور جھوٹ کا پلندہ ہے اور حیرت ہے کہ پاکستان کی موجودہ صورتحال میں جبکہ ٹی وی چینلز اور اخبارات کو انتہائی ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ جماعت احمدیہ کے خلاف اس طرح کی بے سروپا اور مضحکہ خیز خبر بغیر تحقیق کے کیوں نشر کی گئی اور پھر یہی خبر روزنامہ ایکسپریس نے بھی بغیر کسی تحقیق کے شائع کر دی۔ ترجمان جماعت احمدیہ مکرم سلیم الدین صاحب ناظر امور عامہ کے مطابق یہ خبر اور انٹرویو من گھڑت، جھوٹی خبر ہے اور جماعت کے خلاف ملک میں فتنہ پھیلانے کی سازش ہے۔

ترجمان جماعت احمدیہ کے مطابق حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ عبدالرحمٰن نامی شخص کی طرف سے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ کا پڑپوتا اور جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کا بیٹا ہے جبکہ ملک کا پڑھا لکھا طبقہ جس کو جماعت کے بارے میں معمولی سی بھی معلومات ہیں وہ جانتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کے تین بیٹے مرزا انس احمد صاحب، مرزا فرید احمد صاحب اور مرزا لقمان احمد صاحب ہیں جو سارے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حیات ہیں۔ پھر عبدالرحمٰن نامی شخص کا دعویٰ اور اس کو ایک ٹی وی چینل کا نشر کرنا اور متعلقہ احباب سے قبل از پروگرام تصدیق کرنے کی زحمت نہ کرنا صحافتی ضابطہ اخلاق کے صریحاً منافی اور زرد صحافت کی بدترین مثال ہے۔ عبدالرحمٰن نامی شخص کا اپنا انٹرویو ہی اس کے مؤقف کی تردید کر رہا ہے لیکن نہ جانے کیوں ایک ذمہ دار ٹی وی چینل کو یہ چیزیں نظر نہ آئیں۔

جماعت احمدیہ کے ترجمان مکرم سلیم الدین صاحب نے کہا کہ ان کی جماعت عقیدہ کی تبدیلی پر تشدد کی قائل نہیں بلکہ جو لوگ عقیدہ بدلنے پر تشدد کرتے ہیں ان کی شدید الفاظ میں مذمت کرتی ہے کیونکہ ہر کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جس عقیدے کو سچا سمجھتا ہے اس کو اختیار کرے۔ جبکہ تاریخ گواہ ہے کہ احمدیت اختیار کرنے والوں کو ہمیشہ تشدد کا نشانہ بنایا گیا ہے اور بعضوں کو اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑے۔

ترجمان نے مزید کہا کہ عبدالرحمٰن نامی شخص کا بیان کسی گہری سازش کا نتیجہ لگتا ہے۔ میڈیا کو چاہئے کہ کسی بھی معاملے کو بغیر تحقیق نشر کرنے سے گریز کرے کیونکہ اس سے فتنہ پھیلانے کا اندیشہ ہے۔ اس وقت ہمارے ملک کی جو صورتحال ہے اس میں تو بہت احتیاط اور سچائی کی ضرورت ہے۔ ترجمان جماعت احمدیہ کے مطابق ہم اس خبر کی بھرپور تردید اور مذمت کرتے ہیں۔

نماز خدا کا حق ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اراکین مجلس شوریٰ 2009ء کے نام اپنے پیغام میں بیوت الذکر کی آبادی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''مالی قربانی میں تو ماشاء اللہ پاکستان کے احمدیوں نے دنیا کی تمام جماعتوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے لیکن (بیوت الذکر) کی آبادی کی طرف توجہ کی بہت ضرورت ہے۔ اللہ اس میں آپ کو صف اول میں کھڑا کر دے''۔

حضرت اقدس مسیح موعود نماز کے بارہ میں فرماتے ہیں:۔

''نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو اور خدا کے دشمن سے مداہنہ زندگی نہ برتو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔ وہ کافر اور منافق ہیں جو کہ نماز کو منحوس کہتے ہیں اور کہا کرتے ہیں کہ نماز کے شروع کرنے سے ہمارا فلاں فلاں نقصان ہوا ہے۔ نماز ہرگز خدا کے غضب کا ذریعہ نہیں ہے۔ جو اسے منحوس کہتے ہیں ان کے اندر خود زہر ہے جیسے بیمار کو شیرینی کڑوی لگتی ہے ویسے ہی ان کو نماز کا مزا نہیں آتا۔ یہ دین کو درست کرتی ہے، اخلاق کو درست کرتی ہے، دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزا دنیا کے ہر ایک مزے پر غالب ہے۔ لذات جسمانی کے لئے ہزاروں خرچ ہوتے ہیں اور پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں اور یہ مفت کا بہشت ہے جو اسے ملتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے، ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی جنت ہے''۔

﴿ملفوظات جلد 6 صفحہ 371﴾

﴿ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2009ء﴾

جلسہ سالانہ کے ایام میں

ربوہ کو غریب دلہن کی طرح سجائیں

آپ لوگ ربوہ کو صاف رکھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

ربوہ میں ہر سال جلسہ سالانہ ہوتا تھا اور ان دنوں میں اہالیان ربوہ اس جلسہ کی تیاریوں میں مصروف ہوتے تھے۔ ہر طرف خوبصورت گیٹ بن رہے ہوتے تھے اور گلیاں محلے صفائی کے اعلیٰ معیار قائم کر رہے ہوتے تھے۔ آنے والے خدا تعالیٰ کے مہمانوں کے استقبال کے لئے ربوہ کو غریب دلہن کی طرح سجایا جاتا تھا۔ اب ہمارے جلسوں پر پابندی ہے۔ ہم جلسہ نہیں کر سکتے۔ لیکن یہ دن ہمیں یاد دلاتے ہیں کہ اگرچہ جلسہ پر تو پابندی ہے مگر کیا ہم باقی کام بھی نہیں کر سکتے۔ کیا ان دنوں میں ہم اپنے شہر کو غریب دلہن کی طرح سجا کے، صفائی کے اعلیٰ معیار قائم کر کے اس شہر میں آنے والے ہر شخص کا استقبال نہیں کر سکتے۔ یقیناً ہم ایسا کر سکتے ہیں اور ہمیں کرنا چاہئے تاکہ ہم اپنے خدا کے حضور بزبانِ حال یہ عرض کر سکیں کہ اے اللہ ہم نے ربوہ کو اسی طرح صاف ستھرا کر کے سجا دیا ہے جس طرح جلسہ کے ایام میں سجایا جاتا تھا۔ اب تیرے اِذن کا انتظار ہے۔ تُو پھر سے جلسہ کی رونقیں بحال کر دے۔

﴾سید محمود احمد۔ صدر تزئین ربوہ کمیٹی﴿

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

’’اپنے کپڑے صاف رکھو، بدن کو، اور گھر کو اور کوچہ کو اور ہر ایک جگہ کو جہاں تمہاری نشست ہو پلیدی اور میل کچیل اور کثافت سے بچاؤ یعنی غسل کرتے رہو اور گھروں کو صاف رکھنے کی عادت پکڑو‘‘۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 ص 337)

جب ہم نصف ایمان یعنی ظاہری صفائی کو اپنانے والے ہوں گے تو یقیناً اس ظاہری حالت کا ہماری باطنی حالت پر اثر پڑے گا اور ہماری روح بھی پاک ہو جائے گی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:۔

’’...... باہر سے آنے والوں کے استقبال اور اظہار مسرت کے طور پر اھلاً وسھلاً ومرحباً وغیرہ کے آٹھ نہایت ہی خوبصورت دروازے بنوائیں۔...... اس موقع پر ربوہ کو صاف اور ستھرا کر کے اس میں جھنڈیاں لگا کر اسے دلہن کی طرح سجا دیں‘‘۔

(خطبات ناصر جلد پنجم ص 334,333)

’’جس وقت جلسہ شروع ہو تو ہمارا یہ شہر ربوہ جو ہمارا مرکز ہے یہ ایک غریب اور مسکین دلہن کی طرح صاف وشفاف ہو۔ نمائش کی ہمیں ضرورت نہیں لیکن جس طرح ایک دیہاتی دلہن ہوتی ہے نہائی دھوئی صاف کپڑوں میں ملبوس اور اپنے حال پر راضی اور جو کچھ خدا نے اسے دیا ہے اس پر خوش اسی طرح ربوہ کو صاف کر دیں۔ شو تو نہ ہم کر سکتے ہیں اور نہ ہمیں کرنے کی خواہش ہے لیکن ایک چمکتا ہوا چہرہ اور منور دل اور صاف گلیاں اور پاک اور مطہر فضا باہر سے آنے والے، اپنے بھی اور دوسرے بھی محسوس کریں‘‘۔

(خطبات ناصر جلد ہفتم ص 459,458)

’’اہل ربوہ کو جن ذمہ داریوں کی طرف میں آج توجہ دلانا چاہتا ہوں ان میں پہلی ذمہ داری کا تعلق طہارت ظاہری کا خیال رکھنے سے ہے۔ میں اس سے پہلے بھی کئی موقعوں پر احباب ربوہ کو توجہ دلا چکا ہوں کہ وہ ربوہ کی صفائی کریں بلکہ ربوہ کو دلہن کی طرح سجا دیں‘‘۔

(خطبات ناصر جلد پنجم ص 346)

’’ربوہ میں بسنے والوں کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ ان دنوں میں صفائی کا خاص خیال رکھیں ......اگر خدام الاحمدیہ ہمت کرے اور انصار اور اطفال بھی ان کے ساتھ شامل ہوں تو کم از کم دو دن عصر اور مغرب کے درمیان ربوہ کو صاف ستھرا کرنے پر خرچ کرنے چاہئیں۔ قرآن کریم نے بھی اس طرف بڑی توجہ دی ہے......تو صفائی کی طرف اہل ربوہ خاص طور پر متوجہ ہوں اور اپنی گلیوں اور سڑکوں کو صاف ستھرا رکھیں‘‘۔

(خطبات ناصر جلد دوم ص 11,10)

’’آپ لوگ ربوہ کو صاف رکھا کریں اور جلسہ سے پہلے تو اس کو ایک غریب دلہن کی طرح بنا دیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ربوہ کو سونے کے کڑے پہناؤ میں یہ کہتا ہوں کہ اس کو ایک غریب دلہن کی طرح صاف ستھرا بنا دو۔ اسی میں ہماری شان ہے شو میں ہماری شان نہیں ہے‘‘۔ (خطبات ناصر جلد ششم ص 236)

’’جمعہ کو چھٹی ہوتی ہے۔ پس ربوہ کے محلے یہ انتظام کریں کہ کم از کم ہر جمعہ کو (اس کے علاوہ اور دنوں میں بھی عصر کے بعد ہو سکتا ہے) محلوں کی صفائی کی طرف خصوصی توجہ دیں اور ’’مانج کوچ‘‘ کر اسے بالکل صاف ستھرا شہر بنا دیں۔ یہاں کوئی گند اور کوئی ایذا سڑکوں پر نظر نہیں آنی چاہئے۔‘‘

(خطبات ناصر جلد ہفتم ص 276)

’’ناہموار جگہوں کو ہموار کر دیں۔ راہوں کو ایسا بنا دیں کہ کسی کو ٹھوکر نہ لگے اور تکلیف نہ ہو کسی کو موچ نہ آئے اور دوسرے یہ ہے کہ ہمارے ناک بھی ربوہ کو صاف پائیں۔ پھر ایک صفائی یہ ہے کہ ہماری آنکھیں بھی ربوہ کو، ربوہ کی سڑکوں کو اور سڑکوں کے گرد جو جھاڑیاں اور درخت ہیں ان کو صاف دیکھیں۔ اس صفائی کا تعلق دیکھنے سے ہے۔ کئی جگہ کانٹے دار جھاڑیاں اس طرح اگی ہوئی ہوتی ہیں کہ چلنے والے کو بے خیالی میں چبھ سکتی ہیں۔ یہ لمس سے تعلق رکھنے والی صفائی کا فقدان ہے لیکن وہ آنکھ کو بھی بری لگتی ہیں کہ یہ کیا ہے، چند گھنٹے کا وقارِ عمل جس چیز کو صاف کر سکتا تھا اس میں غفلت اور سستی برتی گئی ہے‘‘۔

(خطبات ناصر جلد ہفتم ص 456)

’’میں یہ کہوں گا کہ جس طرح عید والے دن اور جس طرح جمعہ والے دن کہا گیا ہے کہ صاف ستھرے کپڑے پہن کر اور ہو سکے تو خوشبو لگا کر (-) میں آؤ یا عیدگاہ میں پہنچو اُس طرح ربوہ کی شکل بنا دو۔ سارے ربوہ کو تو عطر لگانا مشکل ہے مگر سارے ربوہ سے بدبو کو دور کرنا نسبتاً آسان ہے، تم اتنا ہی کرو۔ بہرحال سارا ربوہ صفائی میں لگ جائے۔ دوست وقارِ عمل کریں یہاں تک کہ پوری صفائی ہو جائے۔......

(خطبات ناصر جلد ششم ص 583)

میں نے کہا ہے کہ ربوہ کی ظاہری صفائی کرو۔ ربوہ میں ربوہ کے مکین سڑکوں پر چلنے والے بھی ہیں۔ اس لئے ساتھ ہی مَیں نے یہ بھی کہا ہے کہ کبھی بھی کسی احمدی کو گندے کپڑوں میں اور غلیظ ہیئت میں سامنے نہیں آنا چاہئے۔ اب ربوہ میں بڑی کثرت سے لوگ باہر سے آ رہے ہیں اور ان میں سے بہت سے بعد میں احمدی بھی ہو جاتے ہیں تو اُن کا حلیہ بدل جاتا ہے صفائی کے لحاظ سے نظر پہچان لیتی ہے کہ ان کے اندر ایک تبدیلی پیدا ہو گئی ہے۔ ان میں ظاہری صفائی آ جاتی ہے غلاظت کوئی نہیں رہتی۔ پس احباب جماعت سے میں یہ کہتا ہوں کہ وہ صاف ستھرے جسم، صاف ستھرے کپڑے اور صاف ستھرے خیالات رکھیں اور پاکیزہ اور حسین عمل کی راہوں کو اختیار کریں اور خدا کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش کریں اور بہت دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس اجتماع پر یعنی جلسہ سالانہ پر اُن اعمال کے بجا لانے کی توفیق عطا کرے جن کی وجہ سے ہماری ذمّہ داریاں ادا ہو جائیں‘‘۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 15 جنوری 1977ء صفحہ 2 تا 4)

’’خدام وانصار اور لجنہ سب کو میں کہتا ہوں کہ آج کے بعد سے ربوہ کی صفائی کا خیال کرنا شروع کر دو۔ لجنہ کو میں اس لئے کہتا ہوں کہ میرے پاس یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ بہت سی صاف رہنے والی احمدی مستورات اپنے گھروں کی صفائی کر کے مانج کوچ کے سارا گند دروازہ کھول کے گلی میں پھینک دیتی ہیں۔ تو گھر صاف ہو جاتے ہیں اور ربوہ جو ہے گندا ہو جاتا ہے۔ اس واسطے آپ ایسا انتظام کریں، ڈیوٹی لگائے ہر ممبر لجنہ کہ اس کے گھر کا جو مرد ہے وہ جو یہ کوڑا کرکٹ اکٹھا کریں، آج کل تو یہ پلاسٹک کے بیگ بڑے سستے مل جاتے ہیں، مفت بہت سارے مل جائیں گے۔ کسی میں کھاد آ رہی ہے کسی میں کچھ دو دو پیسے کے شاید مل جائیں یا مفت مل جائیں۔ بہرحال وہ لیں اور ان کو کہیں جو جگہ ہے پھینکنے کی گند کی وہاں جا کے پھینکو۔ سارا جسم صاف کر کے ایسی بات ہے کہ اپنے ماتھے کے اوپر مل لینا گند یہ تو ٹھیک نہیں نا۔ تو دروازہ تو آپ کا ماتھا ہے اس کو صاف رکھنا یہ لجنہ کا کام ہے اور گلیوں کا کوڑا کرکٹ ہٹانا، گڑھے جو ہیں چھوٹے چھوٹے ہو جاتے ہیں بارشوں کی وجہ سے اور کئی وجوہات ہیں تو ان کو پُر کرنا، جھاڑیاں اُگ آتی ہیں غلط جگہوں پر ان کو کاٹنا۔ بعض دفعہ کانٹے والی جھاڑیاں ہوتی ہیں، میں کہتا ہوں ایک مہمان کو بھی اگر کانٹا چبھے جلسے کے ایام پر تو ہمارے لئے بڑے دکھ کا وہ باعث بنے گا اور بڑی شرم کی بات ہو گی۔ تو یہ صفائی کریں خوب‘‘۔

(خطبات ناصر جلد ہشتم ص 709)

’’ربوہ کی صفائی کے دو حصے ہیں۔ ایک جو گند نظر آئے خدام الاحمدیہ اسے دور کرنا شروع کر دے سارے ربوہ سے۔ ایک ہر گھر کی یہ ذمہ داری ہے کہ گند باہر نہ پھینکے۔ بہت سارے ایسے گھرانے ہیں جن کو ہمارے محلّوں کی تنظیم نے یہ بتایا ہی نہیں کہ سڑک کے اوپر، راہ گزر پر جسے عربی میں ’’طریق‘‘ کہتے ہیں۔ گند پھینکنا گناہ ہے۔ گند پھینکنا گندگی پیدا کرنا عام فضا میں گناہ ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ (-) (سنن نسائی کتاب الایمان) طریق یعنی راستے سے گند کو دور کرنا اور ہٹانا ایمان کا حصّہ ہے۔ تو بے ایمانی ہو گیا نا گند پھینکنا۔ بڑی دلیری کے ساتھ جہالت کے نتیجہ میں گھر والا بے ایمان بن جاتا ہے۔ صفائی کر کے سڑک کے اوپر پھینک دیتا ہے۔

اہل ربوہ کو میں مخاطب ہوں ایک تو آپ نے سڑک پر گند نہیں پھینکنا اور خدام کی تنظیم دوسروں کے ساتھ ملائیں انصار کو بھی اور اطفال کو بھی۔ آپ کو کہیں گند نظر آئے، اُسے اٹھا دینا ہے یا غلط جگہ خاردار جھاڑیاں اُگ آتی ہیں اُن کو کاٹ دینا ہے۔

دوسرا گند......کیلا کھایا اور اس کا چھلکا پھینک دیا ......معمولی بات ہے۔ ایک پُرانا بڑا سا ڈرم لے لو۔ وہ پیسے تو تمہیں خرچ کرنے پڑیں گے اور دکاندار کا فرض ہے کہ کوئی ایسی چیز ہے اور کوئی وہاں کھا رہا ہے تو کہے اُس کو کہ چھلکا زمین پر نہیں پھینکنا، اس کے اندر پھینکو......‘‘

(خطبات ناصر جلد نہم ص 292,291)

حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔

’’قادیان میں ایک ایسی چیز ہے جو ہمیشہ باہر سے

باقی صفحہ 8 پر

﴾پبلشر و پرنٹر﴿ طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ ﴾﴿ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ﴾﴿ مقام اشاعت ﴿ دار النصر غربی چناب نگر ﴾ربوہ﴿ قیمت 5 روپے

مکرم محمد طارق محمود صاحب

حضرت مسیح موعود کا وطن ثانی

سیالکوٹ تاریخ کے آئینے میں

(قسط دوم آخر)

صنعت اور سیالکوٹ

صنعتی لحاظ سے سیالکوٹ کا ہندوپاکستان میں وہی مقام ہے جو برمنگھم اور مانچسٹر کا انگلستان میں۔ سیالکوٹ کا ذہین اور تجربہ کار کاریگر باوجود سائنسی پسماندگی کے ہر اس ایجاد کو چیلنج کرتا ہے جو یورپ کے لئے باعث فخر ومباہات ہوتی ہے۔ قدرت نے اس سرزمین کے مزدور کو دماغ کچھ اس طرح کا بخشا ہے کہ یہ یورپ کی تقریباً ایجادات کو اگر اس معیار کا نہیں تو کم ازکم اس طرح کا ضرور بنا کر پیش کر دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ باوجود موزوں مشینری کے فقدان کے سائیکل، ریڈیو، رائفل، پستول، برتن، ٹائر ٹیوب اور دیگر ایجادات کو اس سرزمین کے مزدور نے بنا کر پیش کر دیا ہے۔

کچھ سال ہوئے مجھے موضع کوٹلی لوہاراں کے ایک پرانے کاریگر نے یہاں تک کہہ دیا تھا کہ اگر گورنمنٹ ہمیں اجازت دے دے تو ہم گاڑی خود تیار کرلیں۔ دور کیوں جاتے ہیں۔ سکھر کا محیر العقول پُل (LLOYD Bridge) جسے دنیا کے انجینئر فن تعمیر کا شاہکار بتاتے ہیں اسی گاؤں کے ایک فرد کی اختراع اور محنت کا نتیجہ ہے۔ جہانگیری دور میں ہندوستان میں صحیح اور کارآمد کاغذ سب سے پہلے جس شہر کے افراد نے پیش کیا وہ اسی شہر سیالکوٹ کے ایک محلّہ رنگ پورہ کے چشم و چراغ تھے۔ وہی کاغذ آج تک سیالکوٹی کاغذ کے نام سے مشہور ہے۔ سکندر اعظم کے دور کے چند سال بعد مکانات کی تعمیر کے لئے موزوں اور مضبوط اینٹ کا موجد بھی سیالکوٹ کا ہی ایک باشندہ تھا جس کی اینٹ آج تک سیالکوٹی اینٹ کے نام سے مشہور ہے۔ مغلیہ دور اور اس کے پہلے کی تقریباً تمام عمارات اس اینٹ کی بنی ہوئی ہیں۔ ان تمام قابل فخر ایجادات کے باوجود آج اگر سیالکوٹ کی دنیا میں دھوم ہے تو وہ کھیل کے سامان کی وجہ سے ہے اس کا اندازہ آپ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ پاکستان سے قبل صرف سیالکوٹ سے سپورٹس کا کاروبار تقریباً 3 کروڑ کا ہوا کرتا تھا۔

پاسپورٹ آفس

بیرون ملک کام کرنے والے لوگوں میں ہزاروں کی تعداد میں ضلع سیالکوٹ کے باشندے بھی ہیں۔ اس لئے اس کثرت کے پیش نظر سیالکوٹ میں الگ پاسپورٹ آفس قائم کیا گیا ہے۔

سپورٹس

فٹ بال

سیالکوٹ میں اس کے موجد شیخ فضل الٰہی مرحوم تھے ان کی کہانی یوں بیان کی جاتی ہے کہ 1899ء میں شیخ صاحب چمڑہ اور کاٹھیاں بنانے کی دکان، کھٹیکاں والے بازار میں کیا کرتے تھے۔ ایک انگریز پادری ان کی دکان پر ایک فٹ بال مرمت کرانے کے لئے لایا جو کہ یقیناً ان کے لئے ایک عجیب شے تھی۔ شیخ صاحب نے اسے مرمت کر دیا اور ساتھ ہی اسے یہ درخواست بھی کر دی کہ آپ ایک پرانا فٹ بال مجھے دے دیں۔ اس انگریز پادری نے چند دنوں کے بعد آپ کو ایک پرانا فٹ بال پیش کر دیا۔ شیخ صاحب نے دن رات ایک کر کے اس طرح کا ایک فٹ بال تیار کرلیا۔ جس کو بعد میں صحیح شکل میں اس وقت کے مشہور ومعروف کاریگر شیخ فیروز دین صاحب نے بنا کر کھیلنے کے قابل بنا دیا۔

ہاکی اور بیڈمنٹن

سیالکوٹ میں اس کے موجد محلّہ میانہ پورہ کے میاں دین تھے جو کہ اپنے وقت کے بہترین کاریگروں میں سے تھے۔ بعد میں سردار گنڈا سنگھ نے اس صنعت کو خوب ابھارا تھا۔

ٹینس

سیالکوٹ میں اس کے موجد محلّہ میانہ پورہ کے مستری محبوب عالم تھے جو کہ سپورٹس کے کام کے مانے ہوئے ماہر تھے۔

بیٹ

سیالکوٹ میں اس صنعت کی ایجاد کا سہرا سردار گنڈا سنگھ کے سر ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ سردار صاحب نے کھیل کے سامان کی جو سرپرستی فرمائی ہے اس کا بدلہ نہیں اتارا جاسکتا۔ مزدوروں کی دلجوئی اور قدردانی جس طریق سے سردار صاحب نے کی وہی اس صنعت کی ترقی کا سبب بنی۔

برتن سازی

یہ صنعت سیالکوٹ میں اکبر کے دور سے شروع ہے۔ وقتاً فوقتاً اس میں خاصے انقلابات آتے رہے۔ زمانہ حاضر میں اس صنعت کو جس شخص نے کافی حد تک ابھارا اس کا نام سبحان کمہار ہے۔ آج بھی اس صنعت کو ترقی دینے میں بہت سے لوگوں کا ہاتھ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت سیالکوٹ میں اس صنعت کے بیسیوں کارخانے موجود ہیں اور اس قدر اعلیٰ فنکاری کا مظاہرہ کر رہے ہیں کہ انگلش کراکری بھی ماند پڑ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ سٹیل کے برتن اور پریشر ککر بھی مشہور ہیں۔

آلات جراحی

سیالکوٹ آلات جراحی کی تیاری کے حوالے سے بھی مشہور ہے۔

تعلیمی ادارے

مرے کالج، اسلامیہ کالج، علامہ اقبال کالج، سٹی سکول، مشن سکول، اسلامیہ سکول، قومی ہائی سکول، احمدیہ گرلز ہائی سکول اور بیشمار پرائیویٹ تعلیمی ادارے بھی موجود ہیں۔

کچھ عرصہ قبل ڈرائی پورٹ اور ایئرپورٹ بھی تعمیر ہو چکا ہے۔ یہ ایئرپورٹ پبلک سیکٹر کا واحد پاکستانی ایئرپورٹ ہے۔ اس طرح ٹرانسپورٹ کے تمام ذرائع موجود ہیں۔

مشہور نالے

نالہ ڈیک، نالہ ایک، نالہ پلکھو، نالہ بسنتر، نالہ نیلوا۔

نہریں

دریائے چناب میں مرالہ سے مرالہ روی (M.R) لنک اور اپر چناب نہریں نکالی گئی ہیں۔ اپر چناب پر تندی پور اور چھچھوں کی ملیاں کے مقام پر پاور ہاؤس بنا کر علاقہ کو بجلی مہیا کی جاتی ہے۔

سیالکوٹ میں مسیح دوراں کے قدم

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ کو 1864ء تا 1868ء کا عرصہ اپنے والد ماجد حضرت مرزا غلام مرتضٰی صاحب کے حکم کی تعمیل میں ملازمت اختیار کرنا پڑی۔ اس طرح سیالکوٹ شہر کو تاریخ احمدیت میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ سیالکوٹ کی سرزمین نے مسیح ومہدی دوراں کے قدم چومے۔ حضرت مسیح موعود نے سیالکوٹ کو اپنا وطن ثانی قرار دیا ہے۔

ورود مسیح موعود در سیالکوٹ

حضرت مسیح موعود 20 جنوری 1892ء کو جب لاہور تشریف لائے تو سیالکوٹ کی جماعت نے آپ کو سیالکوٹ تشریف لانے کی دعوت دی اور اس غرض کے لئے خاص طور پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا۔ آپ نے ان کی اس دعوت کو قبول فرمالیا اور فروری 1892ء کے دوسرے ہفتے میں سیالکوٹ تشریف لے گئے اور حضرت حکیم میر حسام الدین صاحب کے مکان پر قیام فرمایا۔

تیسری مرتبہ حضرت مسیح موعود 27/اکتوبر 1904ء کو قادیان سے سیالکوٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ سیالکوٹ پہنچنے پر غیر معمولی 12 سے 15 ہزار افراد نے آپ کا استقبال کیا۔

حضور نے لیکچر سیالکوٹ کے نام سے ایک کتاب تحریر فرمائی جو حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے 2 نومبر 1904ء کو دن صبح سات بجے سرائے مہاراجہ صاحب بہادر والی جموں وکشمیر میں پڑھ کر سنائی۔ حضور خود بنفس نفیس جلسہ میں شامل تھے۔

سیدنا حضرت مسیح موعود سیالکوٹ کی سرزمین کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

سیالکوٹ، گجرات، گوجرانوالہ اور جہلم کے اضلاع کی سرزمین اپنے اندر (-) سرشت کی خاصیت رکھتی ہے۔ ان اضلاع میں بہت لوگوں نے حق کی طرف رجوع کیا ہے اور کثرت سے مرید ہوئے ہیں۔ ان کی (-) کے خاص ذرائع پیدا کرنے چاہئیں۔

(ملفوظات جلد پنجم ص324)

سیدنا حضرت مسیح موعود اہل سیالکوٹ کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں:۔

’’براہین کی تالیف کے زمانہ کے قریب اسی شہر میں تقریباً سات سال پہلے رہ چکا ہوں۔ آپ صاحبوں میں سے ایسے لوگ کم ہوں گے جو مجھ سے واقفیت رکھتے ہوں کیونکہ میں اس وقت گمنام آدمی تھا اور احد من الناس تھا اور میری کوئی عظمت اور عزت لوگوں کی نگاہ میں نہ تھی۔ مگر وہ زمانہ میرے لئے نہایت شیریں تھا کہ انجمن میں خلوت تھی اور کثرت میں وحدت تھی اور شہر میں ایسا رہتا تھا جیسا کہ ایک جنگل میں مجھے اس زمین سے ایسی ہی محبت ہے جیسا کہ قادیان سے کیونکہ اپنی اوائل زمانہ کی عمر کا حصہ میں اس میں گزار چکا ہوں اور اس شہر کی گلیوں میں بہت پھر چکا ہوں۔ میرے اس زمانہ کے دوست اور مخلص اس شہر میں ایک بزرگ ہیں یعنی حکیم حسام الدین صاحب جن کو اس وقت بھی مجھ سے بہت محبت رہی ہے۔ وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ وہ کیسا زمانہ تھا اور کیسی گمنامی کے گڑھے میں میرا وجود تھا۔ اب میں آپ لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ ایسے زمانہ میں ایسی عظیم الشان پیشگوئی کرنا کہ ایسے گمنام کا آخر کار یہ عروج ہوگا کہ لاکھوں لوگ اس کے تابع اور مرید ہو جائیں گے اور فوج در فوج لوگ بیعت کریں گے اور باوجود (-) مخالفت کے رجوع خلائق میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ بلکہ اس قدر لوگوں کی کثرت ہوگی کہ قریب ہوگا کہ وہ لوگ تھکا دیں۔ کیا یہ انسان کے اختیار میں ہے اور کیا ایسی پیشگوئی مکار کر سکتا ہے کہ 24 سال پہلے تنہائی اور بے کسی کے زمانہ میں اس عروج اور مرجع خلائق ہونے کی خبر دے‘‘۔

(اخبار الحکم قادیان 3 نومبر، 10 نومبر 1904ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ابتدائی قیام سیالکوٹ میں حکمت کا ذکر

کرتے ہوئے فرمایا:۔

’’خدا تعالیٰ جو آپ کو سیالکوٹ لے گیا تو اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ آپ کو گھر میں کھانے کو نہ ملتا تھا اور معاش کے لئے آپ کو کسی نوکری کی تلاش تھی۔...... اگر مرزا صاحب نے نوکری کی تو ضرور اس میں کوئی اور غرض ہوگی، آپ کے دل کی یا خدا تعالیٰ کی، اور حقیقت یہ ہے کہ اس میں دونوں کی ایک ایک غرض تھی۔ حضرت مرزا صاحب کی ایک تحریر ملی ہے جو آپ نے والد صاحب کے نام لکھی تھی۔ آپ کے والد صاحب آپ کو دنیوی معاملات میں ہوشیار کرنے کے لئے مقدمات وغیرہ میں مصروف رکھنا چاہتے تھے اور آپ کی جو تحریر ملی ہے اس میں آپ نے اپنے والد صاحب کو لکھا ہے کہ دنیا اور اس کی دولت سب فانی چیزیں ہیں مجھے ان کاموں سے معذور رکھا جائے مگر انہوں نے جب آپ کا پیچھا نہ چھوڑا تو آپ سیالکوٹ چلے گئے کہ دن کو تھوڑا سا کام کرکے رات کو بے فکری کے ساتھ ذکر الٰہی کرسکیں۔ ......اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سیالکوٹ میں لا ڈالا جہاں آپ کو غیروں میں رہنا پڑا اور اس طرح خدا تعالیٰ کا منشاء یہ تھا کہ ناواقف لوگوں میں سے وہ لوگ جن پر آپ یا آپ کے خاندان کا کوئی اثر نہ ہو آپ کی پاکیزہ زندگی کے لئے شاہد کھڑے کئے جائیں۔ پھر سیالکوٹ پنجاب میں عیسائیت کا مرکز ہے وہاں آپ کو ان سے مقابلہ کا بھی موقع مل گیا۔ آپ عیسائیوں سے مباحثات کرتے رہتے تھے اور (-) نے آپ کی زندگی کو دیکھا۔ قادیان کے لوگوں کو آپ کے مزارع کہا جاسکتا تھا مگر سیالکوٹ کے لوگوں کی یہ حیثیت نہیں تھی۔ وہاں کے تمام بڑے بڑے مسلمان آپ کی علوشان کے معترف ہیں۔ مولوی میر حسن صاحب جو ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کے استاد تھے اور جن کے متعلق ڈاکٹر صاحب ہمیشہ اظہار عقیدت کرتے رہے ہیں۔......وہ ہمیشہ اس بات کے معترف تھے کہ مرزا صاحب کا پہلا کیریکٹر بے نظیر تھا اور آپ کے اخلاق بہت ہی اعلیٰ تھے۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو سیالکوٹ میں معمولی نوکری اس غرض سے کرائی تھی۔ اس زمانہ میں عیسائیوں کا رعب بھی سرکاری افسروں سے کم نہ تھا اور اعلیٰ افسر تو الگ رہے، ادنیٰ ملازموں تک کی یہ حالت تھی کہ چٹھی رساں دیہات میں بڑی شان سے جاتے اور کہتے لاؤ مٹھائی کھلاؤ تمہارا خط لایا ہوں۔ تو اس وقت پادریوں کا بہت رعب تھا لیکن جب سیالکوٹ کا انچارج مشنری ولایت جانے لگا تو وہ حضرت مرزا صاحب کے ملنے کے لئے خود کچہری آیا۔ ڈپٹی کمشنر اسے دیکھ کر اس کے استقبال کے لئے آیا اور دریافت کیا کہ آپ کس طرح تشریف لائے ہیں، کوئی کام ہو تو ارشاد فرمائیں مگر اس نے کہا میں صرف آپ کے اس منشی سے ملنے آیا ہوں۔ یہ ثبوت تھا اس امر کا کہ آپ کے مخالف بھی تسلیم کرتے تھے کہ یہ ایک ایسا جوہر ہے جو قابل قدر ہے‘‘۔

(تقریر تحقیق حق کا صحیح طریق، مندرجہ انوار العلوم جلد 13 ص 408,407)

مکرم لئیق احمد ناصر چوہدری صاحب

حضرت اقدس مسیح موعود کی نظر میں

حضرت سید المظلومین، امام کامل حسینؓ کا عالی مقام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آنجناب کی آل پر ہزاروں لاکھوں درود اور سلام ہوں

حضرت امام حسینؑ کا مقام

’’اس میں کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما خدا کے برگزیدہ اور صاحب کمال اور صاحب عفت اور عصمت اور ائمۃ الہدیٰ تھے۔ اور وہ بلاشبہ دونوں معنوں کے رو سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آل تھے‘‘۔

(تریاق القلوب روحانی خزائن جلد نمبر ۱۵ صفحہ ۳۶۴، ۳۶۵)

’’ہاں یہ سچ ہے کہ وہ بھی خدا کے راستباز بندوں میں سے تھے‘‘۔

(نزول المسیح صفحہ روحانی خزائن جلد نمبر ۱۸ صفحہ ۴۲۵)

’’ہم پر الزام لگائے جاتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور امام حسینؓ کی توہین کی جاتی ہے حالانکہ ہم ان کو راستباز اور متقی سمجھتے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۲۸)

حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کے بارے میں فرمایا:۔

’’ہم تو دونوں کے ثنا خواں ہیں۔ اصلی بات یہ ہے کہ ہر شخص کے جدا جدا قویٰ معلوم ہوتے ہیں۔ حضرت امام حسنؓ نے پسند نہ کیا کہ مسلمانوں میں خانہ جنگی بڑھے اور خون ہوں۔ انہوں نے امن پسندی کو مدنظر رکھا اور حضرت امام حسینؓ نے پسند نہ کیا کہ فاسق فاجر کے ہاتھ پر بیعت کروں کیونکہ اس سے دین میں خرابی ہوتی ہے۔ دونو کی نیت نیک تھی۔ انما الاعمال بالنیات‘‘۔

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۵۸۰)

اہل بیت سے مراد

’’اس میں صرف بیبیاں ہی شامل نہیں بلکہ آپ کے گھر کی رہنے والی ساری عورتیں شامل ہیں اور اس لیے اس میں بنت بھی داخل ہوسکتی ہے بلکہ ہے اور جب فاطمہ رضی اللہ عنہا داخل ہوئیں تو حسنینؓ بھی داخل ہوئے‘‘۔

(ملفوظات جلد ۳ صفحہ ۲۲۴)

واقعہ کربلا

’’امام حسین کا مظلومانہ واقعہ خدائے تعالیٰ کی نظر میں بہت عظمت اور وقعت رکھتا ہے‘‘۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد نمبر ۳ صفحہ ۱۳۶)

زبان درازی کرنے والے کا انجام

’’خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ کوئی انسان حسین جیسے یا حضرت عیسیٰ جیسے راستباز پر بدزبانی کرکے ایک رات بھی زندہ نہیں رہ سکتا‘‘۔

(اعجاز احمدی، روحانی خزائن جلد نمبر ۱۹ صفحہ ۱۴۹)

جماعت احمدیہ کا عقیدہ

’’میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑہ اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔ مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے:۔......

مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لئے اختیار کرتے اور اس کی محبت میں محو ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دور تر لے جاتے ہیں۔ لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں۔ دنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا۔ مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالےٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقوٰے اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتداء کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کا قدر مگر وہی جو ان میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ وہ شناخت نہیں کرسکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے۔ اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جلشانہٗ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے‘‘۔

(مجموعہ اشتہارات جلد 2، صفحہ 653 تا 654)

حضرت امام حسینؓ سے عشق

حضرت مسیح موعود کے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل سے عشق اور ان کے مقام کا اندازہ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی اس روایت سے بھی ہوتا ہے، جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے نے اپنی کتاب سیرت طیبہ میں درج کی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

’’رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی عشق کی وجہ سے حضرت مسیح موعود کو آپ کی آل و اولاد اور آپؐ کے صحابہؓ کے ساتھ بھی بے پناہ محبت تھی۔ چنانچہ ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت مسیح موعود اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ آپ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم سلمہا اور ہمارے بھائی مبارک احمد مرحوم کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا ’’آؤ میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں‘‘ پھر آپ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے۔ آپ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا:۔

’’یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریمؐ کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا‘‘۔

اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا اور یہ سب کچھ رسول پاکؐ کے عشق کی وجہ سے تھا‘‘۔

(سیرت طیبہ صفحہ 36,37)

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

ر۔ فہیم

میری اُمّی ۔ محترمہ خاتم النساء درد صاحبہ

ماں جیسی پیاری ہستی کے متعلق یہ یقین کرنا بہت مشکل ہے کہ وہ اب ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئی ہے اور شاید وہ کبھی جدا ہوتی بھی نہیں ہر روز، ہر آن، ہر لمحہ اس کی خوشبو کہیں آس پاس محسوس ہوتی رہتی ہے۔ اس کی محبت کے نرالے انداز' اس کے دل کی گہرائیوں سے نکلی دعائیں' اس کا ناصحانہ کردار' تربیت کے لئے اس کی سرزنش اور خفگی اور پھر ناز برداریاں' کبھی بھی دل سے محو نہیں ہوتیں۔ ہر موقع پر نگاہیں ہمیشہ اس کی متلاشی رہتی ہیں۔ امی کی وفات کے بعد سے کچھ ایسے ہی محسوسات نے گھیر رکھا ہے۔ وہ عمر کے جس حصہ میں تھیں دل کو ان کی جدائی کا دھڑکا تو لگا ہی رہتا تھا لیکن یہ جدائی کس قدر مشکل ہوگی اس کا اندازہ نہیں تھا۔ اس کمی کو بہر حال صرف ماں سے بڑھ کر پیار کرنے والی ہستی کے سہارے ہی پورا کیا جا سکتا ہے اور اپنے فضل سے وہ خود ہی اس خلا کو پر کرتا ہے۔

میری امی محترمہ خاتم النساء درد صاحبہ اہلیہ محترم مولانا محمد شفیع اشرف صاحب، حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب درد کی پانچویں صاحبزادی تھیں۔ حضرت مصلح موعود نے آپ کا نام تجویز کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ اس کے بعد بیٹے بھی دے گا چنانچہ امی کے بعد یکے بعد دیگرے تین بیٹوں کی پیدائش ہوئی۔ آپ کا چھوٹا نام ختمی بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے ہی تجویز فرمایا تھا آپ کا حضرت ام ناصر سے رضاعت کا رشتہ بھی تھا اور صاحبزادہ مرزا اظہر احمد صاحب آپ کے رضاعی بھائی ہیں۔

امی کی شخصیت عبادات، توکل علی اللہ، ہمدردی خلق، خلافت اور جماعت سے دلی وابستگی' سادگی' قناعت اور سلیقہ مندی کا حسین مرقع تھی۔ ان کی زندگی پر نظر ڈالتے ہی سب سے پہلے ان کا خدا تعالیٰ سے زندہ تعلق نمایاں ہو کر سامنے آتا ہے۔ تہجد' بر وقت ادائیگی نماز اور تلاوت قرآن کریم ان کا روزانہ کا معمول تھا۔ وفات سے تقریباً ایک سال قبل صحت یکدم بہت کمزور ہو گئی تھی ہر وقت خدا تعالیٰ سے صحت یابی کی دعا کرتی رہتیں۔ ایک روز فجر کے بعد لیٹی ہوئی تھیں کہ آواز آئی ''کلکیر یا فاس کھاؤ' ادھر ادھر دیکھا کمرے میں کوئی اور نہ تھا امی کو دوائیوں سے کوئی خاص دلچسپی بھی نہ تھی اور اس دوا کا نام انہوں نے پہلے کبھی سنا بھی نہیں تھا صبح ہونے پر انہوں نے میرے بھائی کو بتایا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے یہ دوا بتائی ہے چنانچہ آپ کو یہ دوا استعمال کروائی گئی تو آپ کو اس سے خاطر خواہ فائدہ ہوا اور کئی شکایات کا خدا کے فضل سے ازالہ ہو گیا۔

1997ء میں امی کو میری چھوٹی بہن خالدہ کے پاس ناروے جانے کا موقع ملا امی نے پوری کوشش کی کہ لندن کا ویزہ مل جائے تا کہ جلسہ میں شمولیت اور حضور سے ملاقات ہو سکے مگر ویزہ نہ مل سکا۔ امی کو خدا تعالیٰ پر بے حد توکل تھا کہنے لگیں دیکھ لینا میں نے بھی انشاء اللہ حضور سے مل کر آنا ہے۔ ورنہ اتنی دور جانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ ناروے پہنچتے ہی لندن کے ویزے کے لئے اپلائی کر دیا اور خلاف معمول امی کو خدا تعالیٰ کے فضل سے دس دن کا ویزہ مل گیا۔ ابھی بیٹی کو ٹھیک طرح سے ملی بھی نہ تھیں کہ فوراً لندن روانہ ہو گئیں۔ پہنچتے ہی حضور سے ملاقات کے لئے نام لکھوا دیا جلد ہی باری بھی آ گئی۔ بتاتی تھیں کہ حضور کی خدمت میں عرض کرنے کے لئے بہت سے باتیں سوچ رکھی تھیں مگر برسوں بعد جونہی حضور کے چہرہ مبارک پر نظر پڑی تو ضبط کے سارے بندھن ٹوٹ گئے۔

جذبات سے بے حد مغلوب ہو گئیں اور باوجود کوشش کے خود پر قابو نہ پا سکیں۔ حضور اپنی طرف سے حال احوال دریافت فرماتے رہے مگر امی ایک لفظ بھی نہ بول سکیں اور زار و قطار روتی رہیں یوں ہی ملاقات کا وقت ختم ہو گیا۔ گھر پہنچ کر امی کو یہ احساس ستانے لگا کہ میں تو حضور سے کوئی بات ہی نہ کر سکی۔ اپنے میزبانوں کے ذریعے دوبارہ ملاقات کی درخواست کر دی۔ سب نے کہا کہ آج کل جلسہ سالانہ کے بعد مہمانوں کی کثرت اور حضور کی بے پناہ مصروفیات کے باعث اتنی جلدی دوبارہ ملاقات تو ناممکن ہے امی کہنے لگیں میں دعا کروں گی خدا تعالیٰ میری یہ خواہش ضرور پوری کرے گا۔ آپ درخواست ضرور بھجوا دیں۔ امی کی دعائیں اپنی جگہ مگر حضور پر نور کی کمال شفقت و محبت کہ اس قدر مصروفیت کے باوجود دو دن بعد ہی دوبارہ ملاقات کی درخواست قبول فرما لی۔ اس مرتبہ امی نے خود کو مضبوط بنائے رکھا اور دید کی پیاس بجھانے کے ساتھ ساتھ پچھلی مرتبہ کی سوچی ہوئی تمام باتیں بھی کر ڈالیں۔ اس قدر خوش تھیں کہنے لگیں کہ میرے آنے کا اصل مقصد تو اب پورا ہوا ہے۔

قادیان کی زیارت کی انتہائی خواہش تھی 2006ء کے جلسہ میں شمولیت کے لئے ویزہ کی درخواست دی ہوئی تھی کہ ستمبر 2006ء میں آپ کو ہارٹ اٹیک ہوا۔ ہسپتال میں زیر علاج رہیں صحت یکدم بہت کمزور ہو گئی لیکن قادیان جانے کی خواہش توانا ہی رہی۔ ان کی کمزور صحت کے پیش نظر کبھی کبھی دل میں آتا کہ خدا کرے امی کو ویزہ نہ ملے لیکن امی کی تڑپ اور دعائیں رنگ لائیں۔ نہ صرف ان کو بلکہ مجھے اور میرے دونوں بھائیوں کو بھی ویزہ مل گیا اور یوں خدا تعالیٰ نے امی کے ساتھ کے لئے ہر طرح کی سہولت میسر فرما دی۔ قادیان میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے کمال شفقت سے بیت مبارک سے قریب ترین حضرت سیدہ ام طاہر کے گھر میں قیام کا انتظام فرما دیا اور یوں امی کو بیت مبارک، بیت الاقصیٰ، دار المسیح اور بیت الدعا وغیرہ کی زیارت میں بے حد آسانی ہو گئی۔ جلسہ گاہ بھی قریب تھی ساری کارروائی نہایت ذوق و شوق سے سنتیں۔ ان دنوں بھی صحت کمزور تھی سیڑھیاں چڑھنا تو بے حد مشکل تھا مگر امی کے جوان جذبوں کے آگے ہر مشکل ہیچ تھی۔ ایک روز میرے ہمراہ تمام مقدس مقامات کی مکمل زیارت کی۔ بیت الدعا میں نوافل بھی ادا کیے پھر کہنے لگیں کہ حضرت میاں وسیم احمد صاحب اور ان کی بیگم صاحبہ سے بھی ملاقات کرنی ہے۔ میں نے کہا کہ حضرت میاں صاحب تو بے حد مصروف ہونگے مجھے امید نہیں کہ ان سے ملاقات ہو سکے۔ کہنے لگیں تم لے چلو میں صبح سے دعا کر رہی ہوں دیکھنا انشاء اللہ ملاقات ہو جائے گی ہم دونوں حضرت میاں صاحب کے گھر میں داخل ہوئے تو صحن ملاقاتی خواتین سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت بیگم صاحبہ اور آپ کی صاحبزادیاں مہمان خواتین سے ملاقات اور مہمانداری میں مصروف تھیں۔ ہم دونوں کو بھی شرف ملاقات نصیب ہوا۔ میں نے جھجکتے ہوئے محترمہ صاحبزادی امتہ العلیم صاحبہ کی خدمت میں عرض کیا کہ امی حضرت میاں صاحب سے ملنا چاہتی ہیں کیا اس وقت ایسا ممکن ہے؟ آپ فرمانے لگیں کہ ابھی ابھی باہر سے آئے ہیں میں پتہ کرتی ہوں۔ آپ نے اندر جا کر بتایا اور حضرت میاں صاحب چند منٹ میں ہی نہایت محبت اور شفقت سے یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے کہ کہاں ہیں ختمی؟ امی کی خوشی دیدنی تھی حضرت میاں صاحب کمزوری صحت اور بے پناہ مصروفیات کے باوجود کافی دیر تک امی کے پاس کھڑے ان کا اور دیگر افراد خاندان کا حال احوال دریافت فرماتے رہے اور یوں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل اور امی کی دعاؤں سے حضرت میاں صاحب سے ملاقات کی اس خواہش کو بھی پورا فرما دیا۔

دعا پر اس قدر یقین تھا کہ ہر چھوٹے سے چھوٹے کام کے لئے بھی دعا ہی کا سہارا لیتیں۔ ایک مرتبہ امی کی ایک قیمتی انگوٹھی گم ہو گئی ہر ممکن تلاش کے باوجود نہ ملی۔ آخر ایک رات خدا کے حضور نہایت گڑگڑا کر انگوٹھی کی بازیابی کی دعا کی۔ ابھی دعا میں ہی مشغول تھیں کہ آواز آئی ''انگوٹھی پرس کی چھوٹی جیب میں ہے'' امی نے چونک کر چاروں طرف دیکھا ان کے سوا کوئی کمرے میں نہ تھا اسی وقت امی نے اپنا پرس جسے وہ متعدد بار پہلے ہی کھنگال چکی تھیں پھر سے دیکھا تو واقعی انگوٹھی چھوٹی جیب میں موجود تھی۔

جماعت میں بہت کم خواتین کو یہ اعزاز حاصل ہوگا کہ انہوں نے مہد سے لحد تک ساری زندگی واقفین کے ساتھ گزاری ہو۔ واقف زندگی باپ کی بیٹی' واقف زندگی شوہر کی بیوی اور واقف زندگی بیٹوں کی ماں' زندگی کے ہر دور میں جہاں وقف کی برکات ان پر نازل ہوتی رہیں وہیں صبر و رضا' قناعت' سادگی، استقامت اور قربانیوں کی داستانیں بھی رقم ہوتی رہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے امی نے ہر دور کو نہایت کامیابی سے گزارا۔ تنگی ترشی میں بھی کبھی کسی قسم کا شکوہ زبان پر نہ لاتیں۔ کم پیسوں میں بھی گھر کا انتظام اس خوش اسلوبی سے چلا لیتیں کہ کبھی ضرورت کی کسی شے کی کمی نہ ہوتی بلکہ کچھ زائد سامان ہی موجود رہتا۔ ہر چیز ختم ہونے سے کافی پہلے اس کا انتظام کر کے رکھتیں اور کبھی کوئی معمولی سی چیز بھی کسی دوسرے سے مانگنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ کسی چیز کا ضیاع بھی نہیں ہونے دیتی تھیں۔ پانی کا استعمال بھی نہایت کفایت شعاری سے کرتیں اور ہمیں بھی سکھاتیں کہ کس طرح کم پانی سے بھی برتن' کپڑے اور فرش صاف کیے جا سکتے ہیں۔

بے حد سلیقہ مند تھیں کھانا پکانا، سلائی، کڑھائی، کروشیا، نٹنگ بہت عمدہ کر لیتی تھیں۔ چھوٹے بچوں کے ساتھ گھر کا سارا کام خود کرتیں اور رات کو جب سب سو جاتے تو ہم بچوں کے کپڑے سلائی مشین نہ ہونے کی وجہ سے ہاتھ سے ہی سی لیتیں اور اکثر اپنے پرانے کپڑوں اور سویٹروں سے ہی بچوں کے کپڑے اور سویٹر نہایت عمدہ ڈیزائن میں تیار کر لیتیں۔ بچوں کی شادیوں کے بعد جب صحت کمزور ہو گئی اور گھریلو کام کاج آپ کی دسترس سے باہر ہو گئے تب بھی فارغ نہ بیٹھتیں اپنے کمرے میں کسی نہ کسی کام میں مصروف رہتیں۔ نئے اور پرانے کپڑوں سے نہ صرف خوبصورت کشن، میٹس، جزدان، رضائیوں کے کور بلکہ چھوٹے چھوٹے رگز بھی بنا کر ہم بچوں عزیز و اقارب اور ملنے جلنے والوں کو تحفۃً بھجواتی رہتیں۔ لجنہ کی نمائش میں بھی ہمیشہ اپنے ہاتھ سے چیز بنا کر دیتیں۔

غرباء کے ساتھ امی بہت تعلق رکھتی تھیں ربوہ کے گرد و نواح کے دیہات کی خواتین جو کسی زمانے میں دودھ لیکر آیا کرتی تھیں اب بھی مستقل امی کے پاس آتی رہتی تھیں۔ میں کبھی از راہِ مذاق کہتی کہ لوگ تو بڑے بڑے لوگوں سے دوستی کرتے ہیں آپ نے کس قسم کی سہیلیاں بنائی ہوئی ہیں تو کہتیں کہ امراء سے تو ہر کوئی دوستی رکھنا پسند کرتا ہے اصل عبادت تو یہ ہے کہ غرباء کو دوست رکھا جائے اور پھر مجھے نصیحت کی کہ میرے بعد بھی میری ان سہیلیوں کا ضرور خیال رکھنا۔ امی ہمیشہ ان مستحق خواتین کے لئے ان کی ضرورت کی اشیاء کے پیکٹ بنا کر رکھتیں اور یہ عورتیں کبھی امی کے پاس سے خالی ہاتھ نہ جاتیں۔ مجھے بھی ہمیشہ ان کی مدد کرنے کی تحریک کرتی تھیں۔ یہ خواتین بعض اوقات امی کے پاس گھنٹوں بیٹھی رہتیں۔ اور اپنے دل کی باتیں ان سے کرتی رہتیں۔ امی پوری توجہ سے ان کی باتیں سنتیں اور کبھی بیزاری کا اظہار نہ کرتیں بلکہ انہیں تسلی دیتیں۔

امی کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ بہت اچھی رازداں تھیں کبھی ایک کی بات دوسرے کو نہ بتاتیں۔ بعض اوقات ایسے معاملات بھی ہوتے جن میں دونوں فریق امی کے پاس آتے رہتے اور اپنا اپنا غبار نکالتے مگر امی کسی کو فریق ثانی کی کہی ہوئی باتوں کی بھنک بھی نہ پڑنے دیتیں ہاں ایسی باتوں کا حوالہ ضرور دیتیں جو

اصلاح احوال میں مددگار ثابت ہوسکیں۔عزیز و اقارب سے بہت محبت سے ملتیں خاص طور سے ان عزیزوں کے لئے جو کسی مشکل یا تکلیف میں ہوں امی کا وجود نعمت غیر مترقبہ سے کم نہ تھا۔وہ اپنی پریشانیاں بے تکلفی سے آکر انہیں بتاتے امی نہایت محبت سے ان کے دکھ بانٹتیں اچھے مشورے دیتیں ان کے لئے نہ صرف خود دعائیں کرتیں بلکہ ہم بچوں کو بھی تاکید کرتیں کہ فلاں کے لئے دعا کرنا خدا تعالیٰ اس کی مشکل دور کرے۔اکثر بچیاں بھی امی کو دعا کے لئے کہتیں اور امی رسماً نہیں بلکہ حقیقتاً ان کے لئے دل سے دعا کرتیں۔

اپنے رشتے کے لئے ایک پریشان حال بچی کے لئے تو امی نے بے حد دعائیں کیں اور ایک رات بہت اچھی خواب دیکھی اور اسے بتایا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارے لئے وہ بہت اچھے سامان پیدا کرے گا چنانچہ چند ماہ کے اندر اندر ہی اس کا بہت اچھی جگہ رشتہ طے ہوگیا۔

طبیعت بے حد سادہ تھی ہوشیاری چالاکی نام کو نہ تھی کبھی کسی سے جھگڑا نہیں کیا بلکہ اگر کوئی زیادتی کر جاتا تو امی فوری طور پر اس کا جواب بھی نہ دے سکتی تھیں بہت دکھی ہوتیں مگر زبان سے اس کا اظہار نہ کرتیں ہمیشہ کہتیں کہ میں نے اپنا معاملہ خدا تعالیٰ پر چھوڑ دیا ہے۔

امی اور ابا کا باہمی تعلق بھی مثالی تھا امی ان کی تمام ضروریات کا حتی المقدور خیال رکھتیں خاص طور سے کھانا ان کے آنے سے پہلے ضرور تیار رکھتیں تاکہ انہیں تھوڑا سا بھی انتظار نہ کرنا پڑے۔ہم نے کبھی امی کو ابا سے لڑتے جھگڑتے نہیں دیکھا۔خلاف مزاج بات ہوتی بھی تو خاموش ہو جاتیں۔کبھی کوئی فرمائش نہ کرتیں۔جس قدر اشیاء ابا لاکر دیتے یا جتنی رقم مہیا کرتے اس میں نہ صرف خوش اسلوبی سے گزارہ کرلیتیں بلکہ بچت بھی کرلیتیں اور جب بھی کوئی اہم ضرورت پیش ہوتی امی کے پاس اسے پورا کرنے کا سامان موجود ہوتا اور کسی قسم کی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔

امی اگرچہ اس قدر نرم دل تھیں کہ دوسرے کی معمولی تکلیف کے ذکر پر ہی آبدیدہ ہو جاتیں مگر خود نامساعد حالات میں ہمیشہ بہادری کا مظاہرہ کرتیں بچپن اور نوجوانی میں بھی بہت دلیر اور نڈر تھیں۔ہمارے بچپن میں امی کی صحت خراب رہتی تھی لہذا اشیائے ضروریہ کی خریداری کے لئے امی کبھی بازار نہیں جاتی تھیں یہاں تک کہ امی کے اور ہمارے کپڑوں وغیرہ کی خریداری بھی ابا ہی کرتے تھے۔امی اس معاملہ میں نہ صرف بالکل ناتجربہ کار تھیں بلکہ ان امور کے لئے باہر جانا انہیں پسند بھی نہیں تھا۔مگر 1973ء میں جب ابا کو انڈونیشیا بھجوایا گیا تو باہر کے کاموں کی ذمہ داری بھی امی پر آپڑی۔بچے ابھی چھوٹے تھے اگر امی نے تنہا ان تمام امور کو بھی یوں مردانہ وار انجام دیا کہ گویا ہمیشہ سے ہی کرتی چلی آرہی ہوں۔ابا کی وفات کے بعد بھی امی نے تقریباً بیس سال کا عرصہ نہایت صبر اور ہمت سے گزارا ابھی انہیں ایک بیٹے کی شادی کا فرض بھی نبھانا تھا مگر کسی موقع پر بھی انہوں نے ابا کی جدائی کو اپنی کمزوری نہیں بننے دیا اور بچوں کے لئے ممتا کے ساتھ ساتھ پدرانہ شفقت میں بھی کمی نہ آنے دی۔

امی کو دوسروں کے سامنے اپنی ضرورت کے اظہار سے بہت نفرت تھی ابا کو بھی کبھی نہ کہتیں کہ مجھے فلاں چیز کی ضرورت ہے ہم بچے بھی جب کسی چیز کی ضرورت کا پوچھتے تو ہمیشہ کہتیں کہ میرے پاس خدا کے فضل سے سب کچھ ہے۔تاہم اپنی مرضی سے جو بھی خدمت کر دیتے اس پر بہت خوش ہوتیں اور بہت دعائیں دیتیں۔

امی دوسروں کی خوشی اور غمی میں شامل ہونے کی بھرپور کوشش کرتیں ہر دو مواقع پر طبیعت کی خرابی کے باوجود بھی ضرور حاضر ہوتیں۔ ہمسائیگی کا بہت خیال رکھتیں جب تک صحت نے ساتھ دیا خود پکا کر یا ہم بہنوں سے پکوا کر ہمسایوں کے ہاں اشیاء بھجواتیں۔ رمضان المبارک اور عید کے مواقع پر خصوصیت سے یہ اہتمام کرتیں۔کسی کے گھر ملاقات کے لئے جاتیں تو خواہ معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو ضرور لیکر جاتیں اور کبھی خالی ہاتھ نہ جاتیں۔اپنے سسرالی عزیزوں سے بھی امی بہت محبت سے ملتیں۔اپنی نندوں سے ان کا تعلق بہنوں سے بڑھ کر تھا وہ بھی انہیں بھابھی کی بجائے باجی کہہ کر پکارتیں اور بے حد عزت اور قدر کرتیں۔ اکثر معاملات میں امی سے مشورہ کرتیں اور ان کی رائے کو مقدم جانتیں۔کوئی پریشانی ہوتی تو دعا کے لئے کہتیں اور امی ہمیشہ دعاؤں اور نیک مشوروں سے ان کی معاون و مددگار ہوتیں۔

امی ادبی ذوق کی بھی مالک تھیں اچھے اشعار سے نہ صرف لطف اندوز ہوتیں بلکہ زبانی بھی یاد کرلیتیں۔خود بھی کبھی کبھار جذبات کا اظہار اشعار کی صورت میں کرلیتیں۔حس مزاح بھی بہت اچھی تھی موقع کی مناسبت سے عمدہ لطائف اور اشعار سناتیں۔الفضل کا مطالعہ نہایت باقاعدگی سے صبح صبح ہی کرلیتیں۔دوپہر کو لیٹتیں تو مصباح یا کوئی دینی کتاب زیر مطالعہ رکھتیں۔ڈائجسٹ ناول اور رسالے ہم نے کبھی ان کے ہاتھ میں نہیں دیکھے۔خوش الحان تھیں اکثر ان کے کمرے سے درثمین، کلام محمود، درعدن وغیرہ کی نظموں کی مترنم آواز آتی رہتی۔میری چھوٹی بیٹی اکثر اس انتظار میں ہوتی کہ کب نانی امی آئیں تو ان کے ساتھ مل کر اجتماع میں حصہ لینے کے لئے بیت بازی کی تیاری کریں۔

اجلاسوں اور دیگر جماعتی پروگراموں میں نہ صرف ذوق وشوق سے شامل ہوتیں بلکہ جب تک صحت نے ساتھ دیا لجنہ کے اکثر پروگرام اپنے گھر میں منعقد کرواتیں اور نہایت خوشی کا اظہار کرتیں۔اجلاس کے دن کہیں اور آنے جانے کا پروگرام کبھی نہ رکھتیں مبادا تھکن کی وجہ سے اجلاس کا ناغہ ہو جائے۔وفات سے پہلے آخری سال میں اُنہیں اجلاسوں میں شامل نہ ہو سکنے کا بے حد قلق تھا۔پھر بھی لجنہ کا سہ ماہی نصاب زیر مطالعہ رکھتیں۔گزشتہ سال سورہ رحمٰن یاد کرنا نصاب میں شامل تھا۔اُمی نے خدا کے فضل سے پہلی سہ ماہی میں ہی پوری سورت زبانی یاد کر لی تھی۔مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں جب بھی کوئی رقم ملتی حصہ وصیت سب سے پہلے ادا کرتیں۔حضور کے خطبات نہایت باقاعدگی سے سنتیں۔MTA پر اپنی پسند کے پروگرامز کا دن اور وقت اُنہیں خوب یاد ہوتا اور کبھی اُنہیں دیکھنا نہ بھولتیں۔

امی اپنے انجام بخیر کے لئے ہمیشہ دعاگو رہتیں۔اُنہیں خدا تعالیٰ پر توکل اور یقین تھا کہ وہ کسی تکلیف کے بغیر ہی انہیں اپنے پاس بلا لے گا۔اکثر کہتیں کہ تیار رہو اب تو کسی لمحے بھی یہ وقت آسکتا ہے۔سو آخری طبیعت کی خرابی چند گھنٹوں پر ہی محیط رہی اور بڑے پیار سے خدا تعالیٰ انہیں اس جہانِ فانی سے لے گیا۔وصیت کا حساب بالکل صاف تھا۔تمام عزیز و اقارب بر وقت پہنچ گئے اور کوئی شخص بھی چہرہ دیکھنے سے محروم نہ رہا۔بکثرت احباب جماعت، بزرگان، افراد خاندان حضرت اقدس کی تشریف آوری اور سب سے بڑھ کر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا آپ کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھانا اور خطبہ میں آپ کا ذکر خیر کرنا یقیناً آپ کے انجام بخیر کی دعا کی قبولیت پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے۔

امی کی وفات سے چند ہفتے قبل میں نے اپنے ابا جان کے متعلق ایک مضمون لکھا اور انہیں پڑھایا تو بہت خوش ہوئیں مگر ساتھ ہی کہنے لگیں کہ میرے متعلق کیا لکھو گی؟ اس وقت تو میں نے ان کی بات کو یہ کہہ کر ٹال دیا کہ ابھی بہت وقت پڑا ہے مگر کیا معلوم تھا کہ چند ماہ بعد ہی نمناک آنکھوں اور لرزتے ہاتھوں سے ان کی یادوں کو بھی قلمبند کرنا پڑے گا۔خدا تعالیٰ کی ہزار ہا رحمتیں اور برکتیں ان کی روح پر نازل ہوتی رہیں اور پیارے آقا کی یہ دعا کہ ”خدا تعالیٰ آپ کو ان کی نیکیوں کا وارث بنائے“ ہمیشہ ہمارے حق میں پوری ہوتی رہے کہ یہی وہ بہترین خراج تحسین ہے جو ہم اپنی ماں کو پیش کرسکتے ہیں۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ رسول اللہؐ کے ایک عاشق، کاتب وحی

حضرت ابوایوب انصاریؓ بڑی عظمت والے صحابی رسولؐ تھے۔آپ کا شمار "السابقون الاولون" میں کیا جاتا ہے۔یعنی ایسے صحابہ کرام جنہوں نے اسلام کے اولین دور میں دین حق قبول کیا۔

آپ مدینے میں 40 عام الفیل یعنی ہجرت نبویؐ سے 31 سال قبل پیدا ہوئے۔اس زمانے میں مدینہ کو یثرب کہا جاتا ہے۔آپؓ کا اصل نام خالد بن یزید اور کنیت ابوایوب تھی۔آپ قبیلہ خزرج کے خاندان سے نجار سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔خالد بن یزید بن کلیب بن ثعلبہ بن عبدعوف خزرجی ہے۔والدہ کا نام ہند بنت سعد تھا۔حضرت ابو ایوب انصاریؓ نجار خاندان کے رئیس تھے۔آپؓ کا شمار ان 173 انصاری مردوں میں ہوتا ہے جو حضرت مصعب بن عمیرؓ کی معیت میں عقبہ کی گھاٹی میں جا کر 12ھ میں رسول اللہؐ کے دست مبارک پر اسلام قبول کرتے ہیں۔آپ کی اہلیہ نے بھی اسلام قبول کرلیا۔آپؓ پڑھے لکھے تھے قبول اسلام کے بعد قرآن پاک بھی حفظ کیا۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ کی شہرت ہجرت کے واقعہ سے ہوئی۔جب رسول اللہؐ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو ہر انصاری کی یہ خواہش تھی کہ آپؐ کا قیام ان کے گھر ہو۔آپؐ نے فرمایا کہ میری اونٹنی جس جگہ رک جائے گی میں وہیں قیام کروں گا۔وہ اونٹنی حضرت ایوبؓ کے گھر کے سامنے رکی۔اس طرح سرکار دو عالمؐ کی میزبانی کا شرف آپؓ کو حاصل ہوا۔ آنحضرتؐ تقریباً 7 ماہ آپ کے مہمان رہے۔جب مسجد نبوی کے ساتھ حجروں کی تعمیر مکمل ہوگئی تو رسول اللہؐ نے مسجد نبوی میں قیام فرمایا۔رسول اللہؐ کی میزبانی کی وجہ سے صحابہ کرام میں آپ کو بڑی قدر و منزلت حاصل ہوئی۔اسی بنا پر آپؓ کو ”میزبان رسولؐ“ کہا جاتا ہے۔

حضرت ابوایوب انصاریؓ نے تمام غزوات میں حصہ لیا۔آپ نے تمام عمر ہی جہاد میں گزاری۔آپ نے ایشیا، افریقہ اور یورپ سے لڑی جانے والی جنگوں میں بھی حصہ لیا۔آپ نے حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد بھی جہاد کا سلسلہ جاری رکھا۔40ھ میں قسطنطنیہ پر حملہ کرنے کے لئے حضرت امیر معاویہؓ نے ایک بیڑا تشکیل دیا۔آپ ضعیف العمری کے باوجود اس جہاد میں تقریباً 4 سال تک مصروف رہے۔آپ کی عمر 73 برس سے زائد ہو چکی تھی مگر ذوق جہاد میں کوئی کمی نہ ہوئی۔قسطنطنیہ کی مہم کے دوران آپ سخت بیمار ہو گئے تھے۔جب صحت کی امید نہ رہی تو آپؓ نے وصیت فرمائی کہ ”جب میں مر جاؤں تو میرا جنازہ دشمن کی سرزمین میں جہاں تک لے جاسکو لے جانا اور جب آگے بڑھنے کا کوئی امکان نہ رہے تو اسی جگہ مجھے دفن کردینا“

57ھ میں آپؓ انتقال کرگئے تو آپ کی وصیت کی تعمیل کی گئی اور آپ کو قسطنطنیہ کی فصیل کے سامنے دفن کیا گیا۔عثمانی سلطان محمد فاتح نے قسطنطنیہ فتح کرنے کے بعد حضرت ایوبؓ کا مقبرہ تعمیر کرایا۔مزار کے ساتھ ایک جامع مسجد اور مدرسہ بھی بنوایا۔آپؓ نے حضرت عثمان غنیؓ کے زمانے میں مسجد نبوی میں امامت کی سعادت بھی حاصل کی۔حضرت علیؓ نے آپؓ کو مدینے کا والی (گورنر) بھی مقرر کیا۔آپؓ کا شمار کاتبین وحی میں کیا جاتا ہے۔آپؓ سے 150 احادیث منقول ہیں۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تکمیل ناظرہ قرآن

مکرم منشاد احمد صاحب آف چین تحریر کرتے ہیں۔

میرے بیٹے عطاء النور نے 4 سال 11 ماہ کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سینے کو نور قرآن سے منور فرمائے۔ آمین

کامیابی

مکرم محمد ارشد صاحب باب الابواب ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بیٹی ذکیہ ارشد نے وزیراعلیٰ پنجاب کے تعلیمی پروگرام مقابلہ مضمون نویسی بعنوان ''تعلیمی اداروں میں کھیلوں کی اہمیت'' میں ڈسٹرکٹ لیول میں سوم پوزیشن حاصل کی ہے۔ عزیزہ کو میرٹ سرٹیفکیٹ کے علاوہ وزیراعلیٰ پنجاب کی طرف سے دو ہزار روپے نقد انعام بھی ملا ہے۔ اللہ کے فضل سے عزیزہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ احباب جماعت سے اس کامیابی کو مزید کامیابیوں کا پیش خیمہ ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

مکرم منیر احمد بسراء صاحب نائب ناظم تربیت علاقہ گوجرانوالہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد محترم چوہدری نذیر احمد بسراء صاحب تلونڈی بھنڈراں تحصیل وضلع نارووال مورخہ 25 اگست 2009ء کو تقریباً 92 سال کی عمر میں اپنے مولا حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ اسی دن نماز جنازہ مکرم فضل احمد صاحب بھنڈ معلم وقف جدید نے پڑھائی اور مقامی قبرستان میں تدفین کے بعد دعا کروائی۔ مرحوم قادیان سے تقریباً ایک کلومیٹر دور بسراواں ضلع گورداسپور انڈیا کے رہنے والے تھے جب پاکستان 1947ء کو بنا تو پاکستان تلونڈی بھنڈراں تحصیل وضلع نارووال میں آ بسے۔ والد صاحب فرماتے ہیں کہ ہم جلسہ سالانہ قادیان میں پیدل چل کر سارا دن بیٹھ کر جلسہ سے مستفید ہوتے تھے آپ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مصلح الموعود بہت لمبی تقریر کرتے تھے اور جب آپ تقریر فرماتے تو جلسہ میں تمام لوگ بڑا انہماک سے سنتے تھے اور کوئی آدمی اپنی جگہ سے نہیں ہلتا تھا اور بہت دفعہ حضرت مصلح موعود سے ملاقات کا شرف بھی حاصل ہوا۔ پسماندگان میں آپ نے پانچ بیٹے اور ایک بیٹی سوگوار چھوڑی ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

سکالرشپس برائے میڈیکل سٹوڈنٹس

2009ء میں کسی حکومتی میڈیکل کالج میں فرسٹ ایئر MBBs میں داخلہ حاصل کرنے والے ضرورت مند احمدی طلباء وطالبات کے لئے سکالرشپس موجود ہیں۔ ایسے ضرورت مند طلباء و طالبات سے درخواست ہے کہ وہ سادہ کاغذ پر بنام ناظر تعلیم اپنی درخواست مکرم صدر صاحب/مکرم امیر صاحب جماعت کی تصدیق، ایف ایس سی کی مارکس شیٹ اور ایم بی بی ایس میں داخلہ کے ثبوت (داخلہ فیس کی رسیدات کی نقول وغیرہ) کے ساتھ نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرمائیں۔ قواعد اور مزید تفصیلی معلومات نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ درخواست بھجوانے کی آخری تاریخ 31 دسمبر 2009ء ہے۔

فون نمبر 047-6212473 (نظارت تعلیم)

داخلہ پریپ کلاس

(نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ)

نصرت جہاں اکیڈمی میں پریپ کلاس کا داخلہ ٹیسٹ مورخہ 6-7 فروری 2010ء کو ہوگا۔ داخلہ فارم Girls سکول کے مین آفس سے دستیاب ہوں گے۔ داخلہ فارم کے ساتھ تصدیق شدہ برتھ سرٹیفکیٹ منسلک کریں۔ داخلہ فارم Girls سیکشن کے کلرک آفس میں مورخہ 3 سے 14 جنوری 2010ء تک جمع کروائے جا سکتے ہیں۔ مورخہ 14 جنوری کے بعد کوئی فارم وصول نہیں کیا جائے گا۔

پریپ کلاس میں داخلہ کے لئے طلباء وطالبات کی عمر 31 مارچ 2010ء تک ساڑھے چار سے ساڑھے پانچ سال ہونی چاہئے۔ تحریری اور زبانی امتحان درج ذیل شیڈیول کے مطابق ہوں گے۔

قاعدہ + تحریری امتحان 6 فروری صبح 8-00 بجے

زبانی امتحان (فرسٹ گروپ) 7 فروری صبح 8-00 بجے

زبانی امتحان (سیکنڈ گروپ) 7 فروری 12:30 بجے

داخلہ ٹیسٹ درجہ ذیل سلیبس کے مطابق تحریری اور زبانی ہوگا۔

قاعدہ یسرنا القرآن صفحہ 1 تا 13 عربی تلفظ کے ساتھ سنا جائے گا۔

انگلش حروف تہجی: Aa to Zz

اردو حروف تہجی: الف تا ے۔

حساب: گنتی 1 تا 20

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی گرلز ربوہ)

فری مٹاپا کیمپ

فضل عمر ہسپتال میں فری مٹاپا کیمپ مورخہ 31 دسمبر 2009ء کو بوقت صبح 9:00 بجے تا دوپہر 1:30 بجے آؤٹ ڈور گراؤنڈ فلور میں لگایا جائے گا۔ اس کیمپ میں جدید مشینوں کے ذریعہ ماہر ڈاکٹرز کی زیر نگرانی جسم میں چربی اور پٹھوں کی مقدار جانچنے، دوا اور خوراک تجویز کرنے میں مدد مل سکے گی۔ احباب و خواتین اس کیمپ سے استفادہ کے لئے ہسپتال تشریف لائیں اور مزید معلومات کے لئے استقبالیہ سے رجوع فرمائیں۔ (ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

درخواست دعا

مکرم میاں محمود احمد صاحب مرحوم سابق سیکرٹری وقف جدید حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی اہلیہ محترمہ کینسر کی وجہ سے بیمار ہیں احباب جماعت سے شفا کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

محترمہ سمیرا عابد صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا عابد بیگ صاحب لاہور کے والد محترم ذکاء اللہ قریشی صاحب گلاسگو یو۔کے شدید بیمار ہیں احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

مکرم میاں ظفر اللہ صاحب سیکرٹری رشتہ ناطہ حلقہ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور بیمار ہیں احباب جماعت سے شفاء کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ملازمت کے مواقع

ضلع چنیوٹ پنجاب پولیس میں پولیس کانسٹیبلان، لیڈی کانسٹیبلان اور ڈرائیور کانسٹیبلان کی بھرتی جاری ہے فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 25 دسمبر 09ء ہے۔ ایسے نوجوان جو اس سنہری موقع سے فائدہ حاصل کرنا چاہیں وہ 25 دسمبر 09 تک درخواست فارم پولیس لائن (لاہور روڈ) چنیوٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔ تفصیل کے لئے مورخہ 10 نومبر 2009ء کا اخبار ''نوائے وقت'' ملاحظہ فرمائیں۔

محکمہ صحت ضلع چنیوٹ میں مختلف آسامیوں کے لئے پڑھے لکھے نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ تفصیل کے لئے مورخہ 10 نومبر 2009ء کا اخبار ''نوائے وقت'' ملاحظہ فرمائیں۔

لاہور کے ایک ادارہ کو جہلم میں ایڈمنسٹریشن ڈیپارٹمنٹ میں ایک آسامی کے علاوہ کمپیوٹر آپریٹر 20 عدد سیکیورٹی گارڈز اور 3 ڈرائیورز درکار ہیں۔ ایڈمنسٹریشن کے لئے گریجوایٹس اور کمپیوٹر آپریٹر کے لئے Basic ضروری ہے۔ رابطہ کے لئے مکرم طاہر ملک صاحب 64-A احمد بلاک نیو گارڈن لاہور فون نمبر 042-37033131

پاکستانی کمرشل بینک کو سیکیورٹی آفیسرز، سپروائیزرز اور سیکیورٹی گارڈز درکار ہیں۔ تفصیل کے لئے اخبار ڈان مورخہ 20 دسمبر 2009ء ملاحظہ کریں۔

(نظارت صنعت وتجارت)

رپورٹ جلد بھجوائیں

صدران، امراء اور سیکرٹریان تعلیم القرآن کو نظارت تعلیم القرآن کے تحت سال 2009ء کا چوتھا ہفتہ تعلیم القرآن مورخہ 20 تا 26 نومبر 2009ء منانے اپنی کارکردگی کی رپورٹ نظارت ہذا میں 15 دسمبر 2009ء تک بھجوانے کی درخواست کی گئی تھی۔ ابھی تک جن سیکرٹریان تعلیم القرآن نے یہ رپورٹ نہیں بھیجی، ان سے درخواست ہے کہ اپنی جماعت کی رپورٹ ہفتہ تعلیم القرآن نظارت ہذا کو جلد از جلد ارسال فرمائیں۔ امید ہے آپ خدمت قرآن جیسے اہم شعبہ میں مسابقت کی روح کا مظاہرہ فرمائیں گے۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد تعلیم القرآن ووقف عارضی)

داخلہ کمپیوٹر کورسز

(طاہر کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ ایوان محمود ربوہ)

خدام الاحمدیہ پاکستان کے زیر اہتمام مندرجہ ذیل کورسز کا اجراء یکم جنوری 2010ء سے کیا جا رہا ہے۔ داخلہ کے خواہشمند حضرات اپنی درخواستیں دفتر خدام الاحمدیہ پاکستان میں جمع کروا دیں۔ داخلہ فارم دفتر سے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

کمپیوٹر گرافکس کورس

اڈوب فوٹوشاپ Cs2، کورل ڈرا 12

دورانیہ ایک ماہ فیس -/1500 روپے

کمپیوٹر بیسک کورس

ایم ایس آفس، ان پیج

دورانیہ ایک ماہ فیس -/1000 روپے

(انچارج طاہر کمپیوٹر انسٹیٹیوٹ ربوہ)

معذرت

الفضل 23 دسمبر 2004ء ص 4 کالم نمبر 3 پیراگراف نمبر 2 پر مکرم سید احمد نور صاحب کابلی کے متعلق مضمون میں بعض نامناسب باتیں درج ہو گئی ہیں۔ ادارہ اس پر معذرت خواہ ہے۔ نیز سید محمد نور صاحب کی اولاد کا ذکر ہے۔ یہ درست نہیں انہوں نے شادی نہیں کی تھی۔ اس کی بھی احباب درستی کر لیں۔

شکریہ احباب

مکرم احمد مبارک صاحب نیویارک امریکہ لکھتے ہیں۔

میرے والد مکرم صادق احمد بنگالی صاحب (آف کنری) کی وفات پر احباب نے خود تشریف لا کر یا بذریعہ خط، ٹیلیفون، فیکس اور ای میلز تعزیت کا اظہار فرمایا۔ جس کے لئے خاکسار دل کی گہرائیوں سے ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے۔ (آمین)

☆☆☆

بقیہ صفحہ 2 ربوہ کو غریب دلہن کی طرح سجادیں

آنے والوں پر برا اثر ڈالتی ہے اور وہ قادیان کی عدم صفائی اور محلوں کا گند ہے۔ اگر ذرا سی بارش ہوجائے تو چلنا پھرنا مشکل ہوجاتا ہے اور ہر گھر کے آگے پاخانہ اور ردی چیزوں کے ڈھیر اس طرح پڑے ہوتے ہیں گویا ہماری گلیاں گاؤں کی گلیاں نہیں بلکہ پاخانہ کے پھینکنے کی جگہیں ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ بھی نکلتا ہے کہ جو لوگ باہر سے آتے ہیں ان پر بہت برا اثر پڑتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ پچیس یا چھبیس سال کا عرصہ ہوا۔ اس وقت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ابھی زندہ تھے کہ ڈاکٹر زویمر جو ساری (-) دنیا میں شہرت رکھتے ہیں اور جتنے (-) دنیا میں کام کرنے والے عیسائی مشنری ہیں، ان میں سب سے زیادہ شہرت رکھنے والے ہیں۔ یہ امریکہ کے رہنے والے ہیں۔ شکاگو سے چلے اور انہوں نے سارے اسلامی ممالک کا دورہ کیا۔ ہندوستان آنے پر انہوں نے گورداسپور کے پادری کو لکھا کہ میں قادیان دیکھنا چاہتا ہوں۔ اس وقت گورداسپور میں پادری گارڈن صاحب ہوتے تھے۔ وہ بہت اعلیٰ درجہ کی پنجابی بولتے تھے، اتنی اچھی کہ کم سے کم میں تو کہہ سکتا ہوں کہ میں ان کے پاسنگ بھی نہیں بول سکتا۔ پادری گارڈن صاحب کے ساتھ وہ قادیان اور اس کے دفاتر دیکھتے رہے، اس دوران میں جب کہ وہ قادیان کو دیکھ رہے تھے ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کو انہوں نے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ مجھے شوق تھا کہ دیکھوں کہ (-) شہروں کے متعلق کس قسم کا انتظام کرتا ہے چنانچہ آج میری خواہش پوری ہوگئی ہے اور میں نے قادیان آکر شہروں کے متعلق (-) انتظام دیکھ لیا۔ مطلب یہ تھا کہ قادیان کی گلیاں بہت گندی اور خراب ہیں۔ کیا (-) یہی سکھاتا ہے؟ اگر احمدیت کی حکومت ہوئی تو قادیان کو تم نمونہ کے طور پر پیش کروگے؟ خلیفہ رشید الدین صاحب کی طبیعت مزاحیہ تھی اور بعض دفعہ ان کا ذہن بہت اچھا چل جاتا تھا۔ انہوں نے جواب میں کہا۔ ابھی تو (-) زمانہ آیا ہی نہیں۔ یہ تو پہلے مسیح کے انتظام کا نظارہ ہے کیونکہ اس وقت یہاں انگریزی حکومت ہے۔ یہ تھا تو ایک لطیفہ اور سننے والا اس جواب کو سن کر خاموش بھی ہوگیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جہاں تک انگریزی حکومت کا دخل ہے، وہ اس کام کو کرائے یا نہ کرائے اس کے متعلق تو بحث ہی نہیں۔ اس میں ہمارا ابھی کچھ دخل ہے اور جہاں تک ہمارا دخل ہے ہمیں اپنا فرض ادا کرنا چاہئے۔ وقتی طور پر کسی کا منہ بند کرنا اور بات ہے لیکن حقیقت بعض دفعہ اور ہوتی ہے۔ میں اسی دن سے ہمیشہ محسوس کرتا ہوں کہ ہمیں (-) نمونہ دکھانا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہیے کہ قادیان نہایت صاف ستھرا مقام بن جائے۔ ...... میں نے جماعت کو عموماً اور خدام کو خصوصاً اس امر کی ہدایت کی تھی کہ وہ باہر اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت ڈالیں اور کسی کام کو بھی عار نہ سمجھیں اور اس کے لئے میں نے ایک مفصل سکیم خدام الاحمدیہ کے سامنے پیش کی تھی کہ وہ اس طریق پر کام کریں۔ میری اس سکیم پر جس حد تک عمل کیا گیا ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں اور میری وہ سکیم سکڑ سکڑ کر تل کی شکل اختیار کر گئی ہے۔ پہلے روزانہ آدھ گھنٹے کام کا اہتمام کیا گیا۔ پھر کہا گیا کہ روزانہ آدھ گھنٹہ مشکل ہے، ہفتہ میں ایک بار ہو جائے تو غرض پوری ہوسکتی ہے۔ پھر سوال اٹھایا گیا کہ ہر ہفتہ وقار عمل کرنا مشکل ہے۔ اگر پندرہ دن کے بعد وقار عمل کرلیا جائے تو اس میں بہت حد تک آسانی ہوسکتی ہے۔ پھر یہ سوال اٹھایا گیا کہ پندرہ دن کے بعد تمام خدام جمع نہیں ہو سکتے، اگر اسے ماہوار کر دیا جائے تو تمام خدام کو جمع ہونے کی سہولت رہے گی اور پھر ماہوار کی بجائے سال میں پانچ دن وقار عمل منانا کافی سمجھا گیا۔ اب مجھے علم نہیں کہ وہ پانچ دن بھی وقار عمل منایا جاتا ہے یا نہیں۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ سال میں پانچ دن وقار عمل کیا جاتا ہے تو بھی اس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ سال میں صرف پانچ دن اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی کیا عادت پیدا ہوسکتی ہے۔ وہ مقصد جو میرے مدنظر تھا کہ اپنے ہاتھ سے کام کرنے کی عادت پیدا ہو اور کسی کام کرنے میں عار نہ محسوس کی جائے، وہ بالکل پورا نہیں ہو رہا۔ ...... وقار عمل کو اس لئے دیر کے بعد کرنا کہ شہر کے تمام لوگ اس میں شامل ہوجائیں، میرے نزدیک درست نہیں۔ اگر آپ لوگ دو ماہ یا تین ماہ کے بعد وقار عمل کرتے ہیں تو کیا شہر کے تمام لوگ سو فیصدی آجاتے ہیں۔ جو لوگ نہیں آنا چاہتے وہ سال میں ایک دفعہ وقار عمل ہونے پر بھی نہیں آئیں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ تمام لوگ شامل ہوں تب کسی کام کو کیا جائے بلکہ جو کام بھی کرنا ہو اس کی متعلق تحریک کردی جائے اور بار بار اعلان کر دیا جائے۔ جتنے لوگ شامل ہوجائیں اتنے ہی سہی۔ پھر آہستہ آہستہ خود بخود ان کی تعداد بڑھتی چلی جائے گی اور آپ اپنی کوششوں سے، اگر آپ دیانتدار ہوں گے، اس تعداد کو بڑھاتے چلے جائیں گے۔ پس یہ ضروری ہے کہ روزانہ کام کرنے کی عادت پیدا کی جائے اور کام کی نوعیت کو بدل دیا جائے‘‘۔

(مشعل راہ جلد اول ص 428)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث فرماتے ہیں:۔

’’بہر حال پوری جدوجہد سے تم ربوہ کی شکل اس نیت سے بدل دو کہ باہر سے آنے والے دوست اسے دیکھ کر یہ کہہ سکیں کہ صفائی اور نفاست کے لحاظ سے (-) نے کسی شہر کا جو معیار مقرر کیا ہے ربوہ اس پر پورا اترتا ہے اور ساتھ ہی یہ نیت بھی ہونی چاہئے کہ ہم اپنی صحتوں کو برقرار رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد ہونے والی بڑی عظیم اور بڑی بھاری ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوسکیں۔

(خطبات ناصر جلد چہارم ص 118)

اللہ تعالیٰ ہمیں صفائی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ہمیں اس قابل بنائے کہ ہم اپنے پیارے خلفاء کے منہ سے نکلے ہوئے حرف حرف کو پورا کرنے والے ہوں۔ اپنے پیارے شہر کو صاف ستھرا اور غریب دلہن کی طرح سجادیں۔ جس میں خدا کی خاطر آنے والے ہر شخص کی آنکھیں راحت محسوس کریں اور اس صفائی کو دیکھ کر وہ بھی حمد کے ترانے گائیں۔

خبریں

قرضوں کی واپسی کے لئے ایک موقع دیں گے

چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری نے کہا ہے کہ قرضے معاف کرانے والوں کو واپسی کے لئے ایک موقع دیں گے۔ بعد میں کارروائی کی جائے گی۔ قرضے معاف کرنے والوں کو آرٹیکل 25 تناظر میں پرکھا جائے گا، انہوں نے کہا کہ 1971ء سے اب تک معاف کرائے گئے قرضے واپس کرنا ہوں گے۔ انہوں نے مرکزی بینک سے 1971ء سے اب تک قرض معاف کرنے کی وجوہات طلب کرلیں اور کہا کہ ضرورت پڑنے پر اس معاملے پر کمیشن بھی بنائیں گے۔

رحمان ملک کی ضمانت منظور

لاہور ہائیکورٹ نے وزیر داخلہ رحمٰن ملک کی درخواست ضمانت منظور کرتے ہوئے احتساب عدالت کی سزائیں معطل کر دیں۔ رحمٰن ملک کو احتساب عدالت نے دو مقدمات میں تین سال کی سزا سنائی تھی۔ رحمٰن ملک پر اپنے اختیارات کے ناجائز استعمال اور 20 تولے سونا و نقدی چوری کے مقدمات زیر سماعت تھے۔ کیس کی سماعت 26 جنوری تک ملتوی کر دی گئی۔

عاشورہ محرم پر تعطیل، ڈبل سواری پر پابندی

وفاقی حکومت نے عاشورہ محرم الحرام کے موقع پر 28,27 دسمبر کو ملک بھر میں عام تعطیل کا اعلان کیا ہے جبکہ 25 دسمبر کو یوم قائداعظم کے حوالے سے بھی عام تعطیل ہوگی۔ پنجاب حکومت نے صوبہ بھر میں 7 محرم سے 11 محرم تک دفعہ 144 نافذ کر دی ہے جس کے تحت سات سے گیارہ محرم تک پنجاب میں موٹر سائیکل پر ڈبل سواری پر پابندی ہوگی۔

تعطیل

مورخہ 25 دسمبر 2009ء کو قائداعظم کے یوم پیدائش پر قومی تعطیل کی وجہ سے اخبار الفضل شائع نہ ہوگا۔ خریداران و ایجنٹ حضرات نوٹ فرمالیں۔

Job Opportunities

"Good opportunity to work in an excellent environment"
An educational institute needs the following staff in its Lahore office:-

1-English Teacher → Experience of Teaching English Classes. (Preferably M.A English-**Female Only**)

2-Student Counselor → Minimum Graduation Preferably B.Com / BBA (Two years of working experience in any field-**Female Only**)

Salary Package Rs. 10,000 to Rs. 15,000.

Contact :-
Education Concern ®
Mr. Farrukh Luqman; 67-C, Faisal Town, Lahore.
042-35177124/35162310; 0302-8411770

ربوہ میں طلوع وغروب 24۔دسمبر

طلوع فجر	5:36
طلوع آفتاب	7:03
زوال آفتاب	12:06
غروب آفتاب	5:12

تریاق مثانہ کثرت پیشاب کی مفید دوا
چھوٹی -/200 بڑی -/400 روپے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
NASIR ناصر
Ph:047-6212434 -6211434

طاہر ہومیوپیتھک کنسلٹیشن کلینک
ڈاکٹر مرتضیٰ احمد ایم بی بی ایس K.E ایم ڈی ایران
اللہ کے فضل سے ہر طرح کے پیچیدہ، اور کرانک امراض کا تسلی بخش علاج کیا جاتا ہے۔ مشورہ کیلئے بالمشافہ ملیں یا اپنے مفصل حالات لکھ کر بذریعہ پوسٹ میڈیسن طلب کر سکتے ہیں
424-D فیصل ٹاؤن لاہور نزد گورمہ بیکرز
0322-4223537 ☎ 042-5221477

WEDDING | PARTY | EVERYDAY
SHARIF JEWELLERS
Rabwah SINCE 1952
Aqsa Road: 6212515, 6215455
Railway Road: 6214750, 6214760
www.sharifjewellers.com

خوشخبری
PIA اور قطر ائیر لائنز کے کرایہ جات میں
خصوصی رعایت
لندن، فرینکفرٹ، نیویارک، ٹورانٹو کے مسافر حضرات اس خصوصی پیکج سے فائدہ حاصل کرسکتے ہیں
Sabina Travel Consultant
Yadgar Road, Rabwah
047-6211211-6213716
0334-6389399
Head Office:
Blue Area
Islamabad
Mob:03335117695
PH:0092-51-2829706,2829702

FD-10